امام احمد رضا خان بریلوی کی
عالمی اہمیّت

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون
آکسفورڈ یونیورسٹی انگلینڈ

ادارہ مسعودیہ
۲/۶، ۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

فاضل مصنف ڈاکٹر محمد ہارون سابق پروفیسر آکسفورڈ یونیورسٹی (یو۔کے) عیسائی نومسلم...... چند سال ہوئے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہ نہایت ہی مخلص اور دردمند مسلمان ہیں۔ اسلام لانے سے پہلے انہوں نے دنیا کے اُن فرقوں کا جائزہ لیا جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ نومسلم کیلئے سب سے کٹھن مرحلہ یہی ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد کس فرقے سے وابستہ ہو، بہرحال ڈاکٹر ہارون کو اہلسنّت وجماعت (مسلک بریلوی) میں اسلام نظر آیا۔ بقول ان کے عالمی سطح پر تمام دشمنانِ اسلام اہلسنّت و جماعت کے علاوہ سارے فرقوں کی نہ صرف تائید وحمایت کرتے ہیں بلکہ مدد بھی کررہے ہیں اس لئے ڈاکٹر صاحب اس نتیجے پر پہنچے کہ Sunni Islam Is A True Islam (**سُنّی اسلام ھی سچا اسلام ھے**)۔

جوانوں کو اس زندہ تاریخی حقیقت پر ضرور غور کرنا چاہئے اور ڈاکٹر صاحب کے مقالے کو سنجیدگی سے پڑھنا چاہئے کہ وہ عالمی مشاہدات وتجربات کا نچوڑ ہے۔

ڈاکٹر محمد ہارون نے اس حقیقت کے ادراک کے بعد امام احمد رضا محدث بریلوی (علیہ الرحمۃ) کی تعلیمات کو عام کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔ ایک طرف ڈاکٹر محمد ہارون جیسا فاضل اور غیر جانبدار نومسلم امام احمد رضا پر کام کررہا ہے دوسری طرف خود کو مسلمان کہلانے والی ایک علم دشمن لابی امام احمد رضا پر تحقیق کی مسلسل مزاحمت کررہی ہے جو حیرت ناک بھی ہے، افسوس ناک بھی اور شرمناک بھی۔ لیکن اس مزاحمت کے باوجود انصاف پسند محققین اپنی انصاف پسندی اور عدل گستری کا ثبوت دے رہے ہیں اور فضلاء کی رہنمائی اور نگرانی کررہے ہیں۔ وہ یقیناً لائق صد تحسین وآفریں ہیں۔ اب تک پاکستان، ہندوستان اور امریکہ کی یونیورسٹیوں سے پانچ اسکالرز امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کرچکے ہیں اور متعدد فضلاء ڈاکٹریٹ کیلئے دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا محدث بریلوی پر تحقیق کررہے ہیں۔

رضا اکیڈمی' اسٹاک پورٹ (یو۔کے) کے ناظم اعلیٰ حاجی محمد الیاس قادری کئی سال سے اہم اشاعتی خدمات انجام دے رہے ہیں انہیں کے بھرپور تعاون سے ڈاکٹر محمد ہارون کے کئی مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔

پیش نظر مقالہ ڈاکٹر صاحب کے اس انگریزی متن کا ترجمہ ہے جو رضا اکیڈمی نے شائع کیا تھا چونکہ ڈاکٹر صاحب کی مادری زبان انگریزی ہے اسلئے وہ نہایت ہی صاف وشستہ انگریزی لکھتے ہیں جو پڑھا لکھا ہر خاص وعام آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔ان کی فکر میں بڑی گہرائی اور معقولیت ہے، اس کا اندازہ اس مقالہ کے مطالعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔یہ ترجمہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) کے اکتوبر ونومبر ۱۹۹۶ء کے شماروں میں شائع کیا جا رہا ہے۔ادارۂ مسعودیہ (کراچی) کے ناظم حاجی محمد الیاس صاحب نقشبندی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ یہ مقالہ شائع کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ فاضل مصنف، حاجی محمد الیاس قادری اور حاجی محمد الیاس نقشبندی اور جملہ اراکین ومعاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور دارین میں اپنی بیکراں نعمتوں سے نوازے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین رحمۃ اللعالمین وعلیٰ آلہ وازواجہ وصحابہ وسلم

۵/رجب المرجب ۱۴۱۷ھ

۱۶/نومبر ۱۹۹۶ء

یوم یک شنبہ

احقر۔ محمد مسعود احمد عفی عنہ

۲/۱۷-اے سی، پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی

کراچی (سندھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہندوستان کے معروف سُنّی عالم تھے۔ وہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں انہوں نے وصال فرمایا۔ وہ اپنے دور میں اہل سنت کے امام تھے اور اس قدر عظیم تھے کہ انہیں اسلامی صدی کے مجدد کے لقب سے پکارا گیا۔ اسلامی صدی کا مجدد وہ ہوتا ہے جو اپنے دور کے تمام لوگوں میں اہم ترین شخصیت ہو۔ پہلی صدیوں کے مجددین امام غزالی علیہ الرحمۃ کی طرح لوگ تھے۔ جنہوں نے اپنے زمانے میں عظیم ترین اہمیت کے مراتب حاصل کئے۔ مثلاً امام غزالی وہ شخصیت ہیں جن سے یورپ نے فلسفہ سیکھا۔ اس مقالے کا مقصد تمام دنیا کیلئے امام احمد رضا بریلوی کی تعلیمات ونظریات کی اہمیت واضح کرنا ہے۔ کوئی بھی شخص دنیا بھر کیلئے اہم ہوتا ہے اگر اس کے یہاں اپنے دور کی دنیا کے اہم ترین مسائل کا حل موجود ہو۔ کارل مارکس یا لینن عالمی اہمیت کے حامل سمجھے جاتے تھے کیونکہ ان کے افکار ونظریات تمام انسانیت کی رہنمائی کرتے محسوس ہوتے تھے۔

اس مقالے میں ہم ثابت کریں گے کہ امام احمد رضا نے اپنے افکار وتعلیمات سے اس صدی کے اہم ترین مسائل کا حل پیش فرمایا۔ ہماری صدی میں بھی امام احمد رضا کی صدی ہے اور ہماری دنیا کو بھی اسی طرح کے مسائل درپیش ہیں جس طرح امام احمد رضا کے وقت میں تھے۔ اس لئے امام احمد رضا کی اہمیت آج ہمارے لئے بھی اتنی ہی ہے جس قدر ۱۹۲۱ء میں ان کے وصال کے وقت کے لوگوں کیلئے تھی۔ بہتر ہوگا کہ ہم اپنے مقالے کا آغاز عہد جدید کے مرکزی مسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش سے کریں۔

یہ جدید دور نئی تہذیب کی کامیابی اور پھر ناکامی کا دور ہے۔ سو سال پہلے سائنس پر بہت گہرا اعتقاد تھا، اس وقت سے اب تک ہم سائنس کی تنگ دامنی اور بہتر دنیا کی تعمیر میں ناکامی کا مشاہدہ کرچکے ہیں بلکہ سائنس نے اور بھی نئے خدشات کو جنم دیا ہے جس سے سائنس پر یقین ختم ہوکر رہ گیا ہے۔ اس عہد نے سرمایہ داری کا بحران بھی دیکھا ہے۔ سفید نسلی تعصب اپنی تمام تر دہشتوں کے ساتھ نازی ازم میں ملاحظہ کیا جاچکا ہے اور ایک جماعتی اجتماعیت کے نظریہ نے بھی تصور سے کہیں بڑھ کر خوف پیدا کیا ہے۔

جدید زمانہ ایسا زمانہ ہے جس میں جدید ثقافت بھی ناکام ہوگئی ہے۔ یہ عہدِ یورپ اور بقیہ دنیا دونوں میں جدید ثقافت کی تخریب کا عہد ہے۔ یہ عہد ہر طرف الحاد کے عروج کے ساتھ مذہب کی موت کا عہد ہے۔ بلکہ اس سے بھی اہم دنیا میں موجودہ مذاہب کے زوال کے سبب مذاہب کے نئے نئے گھٹیا نمونوں کے ظہور کا عہد ہے۔ یہ عہد بھیڑ چال کی ذہنیت، اجتماعی تحریکوں، فرد کی تذلیل کا عہد ہے۔ جیسے ہم نے پہلے ذکر کیا یک جماعتی اجتماعیت کے ذریعے انسان کی شرمناک کارستانیوں کا عہد ہے۔ جدید دور نے ان تمام جدتوں سے جن کا ہم نے ذکر کیا مسلم دنیا کو خاص طور پر متاثر کیا ہے۔

یہ جدید دور اسلام، اہل اسلام اور روح انسانی سب کیلئے گہری تاریک رات ہے۔ یہی وہ دور ہے جس میں مغرب نے روایتی مسلم معاشرہ کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ اس کی وجہ مسلم سیاسی قوت کا زوال اور ان مسلمانوں کی روحانی سر اندازی ہے۔ جنہوں نے مغرب کو قبول کیا، اس کی پیروی کی، اس کی ستائش کی اور کی پرستش کی۔ یوں دنیا سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا تصور معدوم ہوگیا اور متعصب لادینیت اور دھریت نے اس کی جگہ لے لی۔ اسی سے وہابیت نے جنم لیا۔ یہاں اسلام دین کی حیثیت سے ختم ہوگیا اور جدیدیت کی صورت میں مغرب کی بھونڈی تقلید اور بنیاد پرستی کی صورت میں کمیونزم اور فاشزم طرز کی سماجی وسیاسی تحریک اس کی متبادل بن گئی۔ روایتی معاشرہ تباہ ہوا اور اس کی جگہ مغرب کا درآمد شدہ نوآبادیاتی نسلیت پرستی اور سرمایہ دارانہ معاشرہ آ گیا اور پھر جب مغرب خود ہی ناکام ہوگیا تو اب ہم ان تمام کھنڈرات کے بیچ کھڑے ہیں جنہیں مغرب نے کمیونزم سے فاشزم، فاشزم سے نیشنلزم اور نیشنلزم سے کیپٹلزم کی شکل میں تعمیر کرنے کی کوشش کی۔

عالمی حیثیت کی حامل وہی شخصیت ہوسکتی ہے جو دورِ جدید کی خوفناک شکستوں اور ناکامیوں میں انسانیت کی رہنمائی کی اہلیت رکھتی ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ایسی ہی شخصیت تھے اور اسی وجہ سے ان کی عالمی اہمیت ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی زندگی کے اصل کام کو اختصار سے بیان کرنا بہت آسان ہے۔ انہوں نے تمام عمر اہل سنت کے عقائد کے مطابق اسلامی اور اسلامی سوسائٹی کا جدید دنیا کے حملوں کے خلاف دفاع کیا، خاص طور پر ان اندرونی حملوں کے خلاف جو ان مسلمانوں کی طرف سے تھے جن کا مقصد اہلسنّت کے عقائد کے مطابق اسلام سے جان چھڑا کر ایک نئی چیز کو رائج کرنا تھا۔ اہل سنت کے عقائد کے مطابق اسلام اور اسلامی سوسائٹی کے دفاع کی کاوشیں ہی امام احمد رضا کی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہیں۔ یہ عالمی اہمیت امام احمد رضا کے عالم دین ہونے اور سنی عالم کی حیثیت سے کام کرنے سے شروع ہوئی۔ انہوں نے زندگی بھر ایک عالم ہی کی حیثیت سے کام کیا۔ انہوں نے ہر اُس شخص کے سوالوں کے جواب دیئے جس نے ان سے رابطہ کیا۔ ان کا کردار' اسلام کا گہرا علم رکھنے والے ایک دانشور کا کردار تھا۔ انہوں نے بطور ایک روایتی اسلامی اسکالر تعلیم پائی تھی اور اس میں بھی بے پناہ وسعت تھی۔ وہ مختلف اسلامی اور دوسرے علوم میں ماہر تھے جن میں اسلامی مذہبی علوم وفنون کے علاوہ ریاضی اور فلکیات بھی شامل تھے۔ ایک متبحر تعلیم یافتہ عالم کی حیثیت سے محض تحقیق طلب سوالوں کے جواب لکھ کر دنیا کو متاثر کرنا شاندار اہمیت رکھتا ہے۔

آجکل اجتماعی تنظیم سازی کا ایسا دور ہے جس میں وسیع دفتری نظام نے فرد کو نگل لیا ہے۔ امام احمد رضا نے اس طرز پر کام کرنے سے انکار کیا۔ ان کے دور میں اجتماعی تحریکیں اُبھرنا شروع ہوچکی تھیں مگر وہ کسی کے قریب تک نہ گئے۔ انہوں نے کبھی بھی ایک بیوروکریٹ، سیاستدان یا منتظم بننے کی خواہش نہ کی۔ اس اجتماعی تنظیم سازی کے تصور کو مودودی کی طرح کے لوگ اسلام میں داخل کرنے کا سبب بنے۔ امام احمد رضا نے شروع دن ہی سے اس کی مخالفت کی۔ انہوں نے اجتماعی تحریکوں مثلاً تحریکِ خلافت وغیرہ میں شمولیت سے انکار کیا اور ان تحریکوں کیلئے خود کوئی اجتماعی تحریک ترتیب دینے سے بھی مجتنب رہے۔

آج کے جدید دور کا انسان اندر سے مر چکا ہے کیونکہ آج اچھے فرد کی مانگ نہیں رہی بلکہ محض ایسا فرد درکار ہوتا ہے جو نعرے لگائے اور جس طرح اسے کہا جائے عمل کرتا رہے۔ امام احمد رضا نے بتایا کہ عصر جدید میں فرد کو یوں مر جانے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے عالمانہ رائے دیتے ہوئے بڑی سادگی سے اپنا کام کیا۔ ہٹلر، سٹالن اور اجتماعی تشہیر کے اس دور میں آج بھی اچھے فرد پر بھروسہ کرنے کی عالمی اہمیت ہے۔ یہ دور حکومت و دانائی کی موت اور شعبہ جاتی تخصص کا دور بھی ہے۔

پہلے زمانے کے مقابلے میں آج ایک طالب علم کم سے کم شے کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانتا ہے۔ یونیورسٹی ایسی جگہ قرار پائی ہے' جہاں پروفیسر بھی اپنے چھوٹے سے مخصوص مضمون کے بارے میں کافی علم نہیں رکھتا۔ کیمرج یونیورسٹی میں حکمت و دانش کا کوئی پروفیسر نہیں ہے۔ تعلیم یافتہ مسلمان اپنے ماضی سے کٹ چکے ہیں۔ کسی بھی روایتی تعلیم یا علم کا وجود اب کم ہی نظر آتا ہے۔ اب پڑھا لکھا طبقہ سابقہ ادوار کے روایتی علوم اور حکمت و دانش کو چھوئے بغیر محض اپنے محدود مضامین کا مطالعہ کرتا ہے ایک ماہر فلکیات صرف فلکیات کا علم رکھتا ہے، اسے اس حکمت و دانش کی ذرہ بھر خبر نہیں ہوتی جو دو سو سال قبل کے ماہر فلکیات کو حاصل تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی اس علمی روایت کیلئے سامنے آئے جو مغرب میں اپنی موت مر چکی تھی۔ ان کا مقصد علم کو ممکنہ حد تک وسیع کرنا تھا۔ ایسا علم جس کا محور اسلامی فنون سے پھوٹنے والی دانش و حکمت تھی۔ ایسا علم جس کا ایک ہزار سالہ قدیم روایت سے گہرا رابطہ تھا۔ امام احمد رضا اپنی کتابوں میں ایک ہزار سال پہلے تک کے مصنفین کے حوالے دیتے تھے۔ امام احمد رضا خان بریلوی' فلکیات، سیاسیات بلکہ بینکاری اور کرنسی تک کے سوالوں پر بھی سیر حاصل عالمانہ رائے دیتے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ روحانی وجدان سے متعلق مشکل ترین سوالات پر بھی تبصرہ و تجزیہ کرنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ بلاشبہ امام احمد رضا اپنے اسلامی دور میں صدیوں پرانی ثقافت کا دفاع کر رہے تھے آج کل ثقافت تو بالکل بے بنیاد ہو کر رہ گئی ہے۔ ادب اور آرٹ کا ماضی کی روایات سے رابطہ منقطع ہو چکا ہے۔ آج یورپی مصوری اور شاعری پچاس سال پہلے کی روایت کی پاسداری بھی نہیں کر رہی جبکہ امام احمد رضا نے قدیم زمانوں تک کی فنی روایت کو نبھایا ہے۔ یہ پوری انسانی تاریخ سے کشید شدہ مکمل ثقافت تھی۔ اسی وجہ سے امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ہے۔

امام احمد رضا خاں نے طب میں بھی دلچسپی لی۔ طب جدید کا بڑا قصور یہ ہے کہ اس کا طب قدیم روایت سے کوئی سابقہ نہیں رہا اور یہ حکیم و دانا انسانوں کے بجائے تنگ نظر سائنسدانوں کے ہاتھوں میں آ گئی ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ محض ایک دانا اور ذہین عالم دین، ماہر فنون اور طبیب ہی نہیں تھے بلکہ انہوں نے تمام تر قدیم روایتی حکمت و دانش کو اندرونی و بیرونی حملوں سے بچایا۔

شاید دنیا کیلئے امام احمد رضا کی سب سے زیادہ اہمیت اس بات میں تھی کہ انہوں نے (مضرت رساں) سائنس کی مخالفت کی۔

امام احمد رضا کی زندگی کے اکثر دور میں سائنس کی پرستش ہوتی تھی۔ یہ نیوٹن اور ڈارون پر مکمل ایمان کا دور تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی زندگی کے آخری ایام کے قریب آئن سٹائن کے انقلاب نے سائنس کی پرستش کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے شروع کئے۔ خاص طور پر مسلم دنیا ہی میں سائنس کی پوجا ہوتی تھی اور سائنس ہی کو مغربی تسلط کی وجہ گردانا جاتا تھا۔ اس سائنس کی مدد سے سفید فام اقوام نے نوآبادیات کے لوگوں پر قابو پا رکھا تھا۔ سائنس کی پرستش میں بہت سے نام نہاد مسلمان بھی شامل تھے اور ان مسلمانوں میں سے سر سید احمد خاں جیسے لوگوں نے اسلام کو اس طرح تبدیل کرنے کی کوشش کی کہ اسلام سائنس کے بارے میں مغرب کے نظریات کے مطابق ڈھل جائے۔ یہی نہیں بلکہ ان لوگوں نے اس سے بھی زیادہ کچھ کیا۔ انہوں نے سائنس ہی کو مسلمانوں پر استبداد، مسلط ہونے کی وجہ قرار دیا۔ مسلمان سائنس پرست نہیں تھے' انہیں سائنس پرست بننے پر مجبور کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کیلئے کہیں آزادی نہ ہو اور سائنس کے نام پر مسلمانوں کی مرضی کے بغیر مغربی ماہرین اور جدید مسلم ماہرین ہر جگہ حکومت کریں۔ یقیناً آج ہم جانتے ہیں کہ یہ سائنس زیادہ تر حماقت ہے۔

امام احمد رضا کے وقت میں سائنس سخت نسلیت پرست تھی اور ۱۹۲۱ء میں ان کے وصال کے وقت اس سائنس نے مغرب میں کمیونسٹ اور فاشسٹ استبداد کا جواز فراہم کیا تھا۔ سائنس کی پرستش کے تباہ کن منطقی نتائج آج اچھی طرح سمجھے جا رہے ہیں، خاص طور پر مسلم دنیا نے سائنس کے ہاتھوں خوفناک نقصان اُٹھائے ہیں۔ ان نقصانات میں سے ایک سائنس کو ہر غلطی سے مبرا سمجھنے والی نوعیت وسطی ایشیا کی کمیونسٹ رجیم کے ہاتھوں ماحول کی مکمل تباہی کا سانحہ ہے۔ آج ساری دنیا سائنس سے منہ موڑ کر اُس روایتی قدیمی حکمت و دانش کی طرف رجوع کر رہی ہے جو دنیا پر سائنس کی حکمرانی سے قبل موجود تھی۔ لیکن امام احمد رضا نے آج سے سو سال قبل سائنس کے خلاف جہاد کیا۔ اگر آپ سائنس پر امام احمد رضا کی تصانیف پڑھیں تو آپ محسوس کریں گے کہ انہوں نے سائنسدانوں کی کس قدر تذلیل کی ہے۔

امام احمد رضا کے نزدیک قرآن اور اسلام ہی میں کامل سچائیاں ہیں اور کسی بھی طرح ان کی تردید کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر کبھی سائنسدانوں نے ایسا کیا بھی تو امام احمد رضا نے ان کے دلائل کو اسلامی دلائل سے رد کیا اور ان کے پرخچے اُڑا دیئے۔ اس طرح امام احمد رضا سائنس میں بھی عظیم تھے۔ اگرچہ امام احمد رضا کسی طور پر بھی عام سائنس داں نہیں تھے مگر وہ ریاضی اور فلکیات اتنی اچھی طرح جانتے تھے کہ رات کو آسمان دیکھ کر گھڑی کا وقت دُرست کر لیتے تھے۔ وہ مغربی سائنسی نظریات سے بھی آگاہی رکھتے تھے۔ انہوں نے ستاروں کے جھکاؤ کی بناء پر بڑی تباہی کی پیشنگوئی کرنے والے ایک مغربی ماہر فلکیات کا جواب لکھا اور اپنے جواب میں انہوں نے مکمل طور پر آسمانوں اور کشش ثقل سے متعلق مغربی نظریات کو بنیاد بنایا اور صحیح طور پر پیشن گوئی فرمائی کہ کوئی تباہی نہیں آئے گی اور ان کی پیشنگوئی صحیح ثابت ہوئی۔ آپ کا نظریہ تھا کہ سائنس کو کسی طرح بھی اسلام سے فائق اور بہتر تسلیم نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کسی اسلامی نظریئے، شریعت کے کسی جز، یا اسلامی قانون سے گلوخلاصی کیلئے اس کی کوئی دلیل مانی جاسکتی ہے۔ اگرچہ وہ خود سائنس میں خاصی مہارت رکھتے تھے لیکن اگر کوئی اسلام میں سائنس سے مطابقت پیدا کرنے کیلئے کوئی تبدیلی لانا چاہتا تو آپ اسے ٹھوس علمی دلائل سے جواب دیتے تھے۔ یہی ان کی عالمی اہمیت کی ایک بڑی دلیل ہے۔

امام احمد رضا کے نزدیک کسی بھی روایتی حکمت و دانش کو ترک نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ سائنس کو چاہئے کہ وہ حکمت و دانش کی رقیب یا متبادل بن کر نہیں بلکہ ہمیشہ اس کی خادم بن کر رہے۔ ایک سو سال بعد اب یہی صورتِ حال ہے جس کی طرف خود مغرب بھی رجوع کر رہا ہے جیسا کہ سبز سیاست اور سبز تحریک سے ظاہر ہے۔ لیکن دنیا میں اب بھی استبداد کی مدد کرنے والی سائنس کی احمقانہ پرستش جاری ہے۔ مغرب اب جان گیا ہے کہ سٹالین کے جبر اور ہٹلر کے نسلی تعصب کے پیچھے سائنس کا کیا کردار تھا۔ اسی لئے مغرب نے سائنس کو اس کے اصل مقام پر رکھنا شروع کر دیا ہے۔ امام احمد رضا اس وقت ہی سائنس کو اس کے اصل مقام پر رکھ رہے تھے۔ جبکہ ابھی اس قدر نقصان نہیں ہوا تھا۔ وہ سائنس کو اس مقام پر رکھتے تھے جس کی وہ اہل تھی۔ روایتی حکمت و دانش ابھی زندہ تھی وہ خود بھی اس روایتی دانش سے لبریز تھے۔ وہ صحیح تھے اور مغرب غلطی پر تھا۔

ہاں مغرب کے اپنی غلطی کے اعتراف سے سو سال قبل اپنی زندگی میں امام احمد رضا نے سائنس دانوں کی حماقتوں کا جواب دینے کی جدوجہد فرمائی۔ لیکن بلاشبہ احمق یورپیوں کی پوری دنیا کے مقابل وہ یکہ و تنہا تھے۔ تاہم انہوں نے سائنس کو اس کے اصل مقام پر رکھنے کیلئے مسلمانوں کو ضروری کام پر لگا دیا۔ انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ سب سے بڑا چیلنج سائنس کی پرستش اور اس کا وہ طریقہ تھا جس سے وہ اسلامی حکمت و دانش کو دھمکا رہی تھی۔ امام احمد رضا کے زمانہ کے مقابلے میں آج ہم سائنس چیلنج کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہیں کیونکہ آج مغرب میں بہت سے لوگ خود ہی سائنس کی محدودیت کو جان گئے ہیں۔ امام احمد رضا سائنس کے مقابل اسلام کا دفاع کرنے اور سائنس کی حدیں واضح کرنے کی کاوشوں کی وجہ سے عالمی اہمیت کی حامل شخصیت ہیں۔ صرف امام احمد رضا کے طریق کو اپنا کر ہی مسلم دنیا اپنے تباہ کن ماضی اور حال سے پیچھا چھڑا سکتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایک اور سادہ طریقہ سے بھی عالمی اہمیت رکھتے ہیں۔ وہ ایک آفاقی تھے۔ جدید دور سخت نیشنلزم اور نسلیت پرستی کا دور ہے۔ لیکن امام احمد رضا چونکہ مسلمان تھے اس لئے کوئی ملک یا براعظم ان کا وطن نہیں تھا۔ پوری اسلامی دنیا ان کی مادر وطن تھی۔ ان کی شہرت ساری اسلامی دنیا تک پھیلی ہوئی تھی۔ خود مکہ معظمہ میں ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا انہوں نے اسلام کی بین الاقوامی ثقافت کا تصور دیا۔ وہ تمام لوگوں سے مخاطب ہوئے۔ انہوں نے بہت سی زبانوں میں استفتاء کے جواب لکھے۔ وہ ہمیشہ اس زبان میں جواب دیتے جس زبان میں سوال کیا جاتا تھا۔ آج کے دور میں خواتین و حضرات کتنے ہی زیادہ ہوں' جب ایک ہی ملک' ایک ہی گروہ یا ایک ہی نسل کی طرف دیکھتے ہیں تو بڑا عجیب لگتا ہے حتیٰ کہ ایک عالمی شہرت کا حامل گلوکار بھی آفاقی نہیں ہوتا بلکہ محض امریکی کہلاتا ہے۔ امام احمد رضا ایک آفاقی شخصیت تھے اور یقیناً وہ ایسے ہی تھے کیونکہ وہ ایک سنّی مسلمان تھے اور ان کا مقصد اہلسنّت کے نظریات و عقائد کے مطابق اسلام کا دفاع تھا۔ اہل سنت کے مطابق اسلام ہی تمام مذاہب میں سب سے زیادہ آفاقی ہے۔ عیسائیت کا مرکز سفید فام نسل ہے۔ کیتھولک عیسائیت کا مرکز اٹلی ہے۔ جبکہ اہلسنّت کے مراکز بہت سارے ہیں۔ اپنی تمام تر قدیم روایات کے ساتھ عرب، ترکی، وسط ایشیا، انڈیا، مصر، یا اسی طرح کے دیگر ممالک۔ امام احمد رضا کا پیغام آفاقی پیغام ہے، وہ کہتے ہیں کہ عالمی اسلامی برادری میں شامل ہو جاؤ جو تمام ملکوں، تمام نسلوں اور تمام قوموں میں موجود ہے۔ کس قدر اہم پیغام ہے یہ دنیا بھر کیلئے آج ہم مرگ مذہب کے دور میں رہ رہے ہیں۔ مذہب کو سائنس کے مطابق اور جدید بنانے کی کاوشوں نے مذہب و روحانیت کو نکال باہر کیا ہے۔ سچی روحانیت تقریباً ختم ہوگئی ہے اور مذہب محض سیکولر مقاصد کیلئے رہ گیا ہے۔

اسی طرح صیہونیت اور یہودیت ہر طرح سے نازی ازم کی طرح مذہب سے ایک غلبہ پسند نسلیت پرست تحریک میں تبدیل ہوگئی ہے۔ عیسائیت میں مذہب دائیں بازو کی انتہا پسند سیاست کی مدد کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ جیسا کہ سیاسی کیتھولک طریقہ یا جیری فال ویل کی انتہا پسند امریکی پروٹسٹنٹ بنیاد پرستی ہے۔ سری لنکا میں بدھ مت کے پیروکاروں میں مذہب نے نیشنلزم کی صورت اختیار کرلی ہے اور مسلم دنیا میں اسلام ایک معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی تحریک میں تبدیل ہوگیا ہے۔ جیسے مودودی اور خمینی کی سیاست میں اسلام کو کمیونزم اور فاشزم کے نمونے پر تعمیر کیا گیا ہے۔

ان تمام صورتوں میں روحانیت غائب ہوجاتی ہے۔ لوگ خدا پر نہیں' قوت و طاقت پر بھروسہ کرنے لگتے ہیں۔ صیہونیوں کی اصل اُمید امریکہ اور ایف۔۱۴ پر ہے۔ وہ دعا کی بجائے اجتماعی پروپیگنڈا اور اجتماعی تنظیم سازی پر یقین رکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ساری تگ و تاز اس لئے تھی کہ کسی طرح روحانیت زندہ رہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہ کسی بھی صورت میں اسلام کو سائنس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ اس سے زیادہ اہم ان کی وہ کاوشیں ہیں جو انہوں نے اہلسنّت کے عقائد کے مطابق اسلام کی روحانی اشغال کے دفاع کیلئے جاری رکھیں۔انہوں نے صوفی ازم یا اسلامی تصوف کے دفاع کیلئے سخت محنت اُٹھائی۔ اسلامی روحانیت کی بنیاد وہ مسلم درویش اور اولیاء کرام ہیں جن کا سلسلہ خود پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے جاملتا ہے۔ان صوفیائے کرام کا ایک دوسرے سے اور ماضی بعید کے صوفی سلاسل سے گہرا ربط ہوتا ہے اور اسطرح ایک نسل سے دوسری نسل تک صوفی ازم کا علم و عمل منتقل کرتے ہوئے وہ ایک زنجیر یا سلسلہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

امام احمد رضا تمام اہم صوفی سلاسل میں مجاز تھے اور خود بھی ایک بلند پایہ صوفی اور مصلح تھے۔انہوں نے خود اور ان کے پیروکاروں نے تصوف کی تمام روایات پر عمل کیا۔امام احمد رضا کی تحریروں میں اسلامی تصوف اور روحانیت کی چودہ سو سالہ روایات ملاحظہ کر سکتے ہیں۔مذہب کی تمام علمی دولتیں انہی کے دم سے ہیں۔وہ ایک جدید صوفی سے کہیں برتر و بالا ہیں۔انہوں نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیتی مرگ مذہب کی تحریک کے خلاف پوری قوت سے اسلام کا دفاع کیا۔یہی وجہ تھی کہ انہوں نے متعصب اور نشہ میں ڈوبے ہوئے سائنس دانوں کے خلاف جہاد کیا اور ہاں یہی وجہ تھی کہ انہوں نے وہابیوں کے خلاف جدوجہد کی۔

امام احمد رضا جدید عصر کے تمام حملوں کے خلاف مذہب کے زبردست محافظ تھے۔انہوں نے ایک بھرپور تحریک کی رہنمائی فرمائی تا کہ اہلسنّت کے عقائد کے مطابق اسلام اپنا کام جاری رکھ سکے۔تنہا یہی کام امام احمد رضا کو عالمی اہمیت کی حامل شخصیت بنا دیتا ہے۔بہت سی تقاریب اسلام اور اسلامی تصوف میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔مثلاً پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت عید میلاد النبی کی تقریبات، بزرگانِ دین کے مزارات یا دیگر مقامات پر ان کے عرسوں کی تقاریب وغیرہ اس سارے تصوف اور مذہب کے ساتھ تمام طرح کی عبادات اور تقریبات کی مضبوط روایت وابستہ تھی۔امام احمد رضا نے اس ساری روایت کی بھرپور حفاظت فرمائی۔انہوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ عصر جدید کو تصوف اور مذہب کی شاندار علمی روایت پر ڈاکہ نہیں ڈالنے دیں گے۔ مرگ مذہب کے خلاف یہ جدوجہد بجا طور پر عالمی اہمیت کی حامل ہے۔

صیہونیت، عیسائیت، بدھ مت اور اسلام میں مذہب کی موت کے نتائج ہم ملاحظہ کر چکے ہیں۔آج ہم جانتے ہیں کہ ہوشمندی اور عقل و شعور کا ایک ہی راستہ ہے کہ مرتے ہوئے مذہب کو پھر سے زندہ کر دیا جائے۔انسانیت کیلئے ضروری ہے کہ ایک بار پھر خدا، حیات بعد از موت اور یوم حساب پر یقین کامل پیدا کرے۔طاقت کی پرستش اور اس اخلاق پستی کا جس میں انسانیت گزشتہ صدی سے گر چکی ہے فقط یہی ایک علاج ہے۔لیکن صحیح مذہب کو کوئی کہاں تلاش کرے، مذہب میں تو تحریفات ہو چکی ہیں Bishop of Durham جیسے لوگوں کو ماننے والی عیسائیت کیسے یاد کرے کہ حقیقی مذہب کیسا تھا۔لیکن ہمارے پاس

امام احمد رضا اور ان کی رہنمائی میں چلنے والی سنی تحریک موجود ہے۔ہم انکے پیروکاروں اور انکی تعلیمات کے ذریعے جان سکتے ہیں کہ حقیقی مذہبی زندگی کیسے گزاری جاتی ہے اور حقیقی روحانیت کیا ہوتی ہے۔سائنسی قوم پرستی، نسلیت پرستی اور اجتماعیت کے جدید عہد میں حقیقی مذہب کا دفاع اور حفاظت ہی امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی کی اہمیت، دیگر تمام خصوصیات مذہب کی موت کے خلاف ان کی دفاعی جدوجہد، ان کی طرف سے سائنس کی مخالفت، ان کی آفاقیت اور روایتی آرٹ کے تحفظ کے عالمانہ کردار سے نمایاں ہوتی ہے اور ان کی اصل اہمیت یہ ہے کہ وقت نے انہیں صحیح ثابت کردیا ہے۔کیونکہ آج سب نے روایتی مذہب کو ترک کرنے، سائنس کے پیچھے بھاگنے اور سائنس کی ساری تبلیغ کی غلطی کو جان لیا ہے۔ یقیناً امام احمد رضا نے عمومی مذہب کا دفاع نہیں کیا بلکہ انہوں نے اسلام اور خصوصی طور پر اہلسنّت کے عقائد کے مطابق اسلام کا دفاع کیا اور دنیا کیلئے ان کی اصل اہمیت اسی میں تھی کہ انہوں نے اسلام کے دفاع اور حفاظت کیلئے کام کیا۔امام احمد رضا بریلوی کے عالمی جدوجہد ان کی یہی جدوجہد ہے جس کے ذریعہ انہوں نے اسلام کا دفاع کیا اور اسے آج کے دور کے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کیلئے محفوظ رکھا۔

اُنیسویں صدی میں زوال اقتدار کی وجہ سے اسلام کو بیرونی حملوں کا خطرہ درپیش تھا۔لیکن اس کیساتھ ہی اسلام کو اندرونی حملوں سے بھی خطرہ تھا۔مسلمانوں میں اعلیٰ معاشرتی مقام کے حامل بہت سے لوگوں نے سوچا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ رہنے میں ان کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔انہوں نے سوچا کہ وہ مسلم برادری کو چھوڑ کر یورپیوں اور امریکیوں جیسے غیر مسلم معاشرے میں اچھی زندگی گزار سکیں گے۔وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس طرح کرنے کیلئے انہیں اسلام کو مغربی نظریات کے مطابق ڈھالنا پڑے گا۔ روایتی اسلامی طرز زندگی کو چھوڑ کر مغربی طرز زندگی کی تقلید کرنا پڑ یگی۔اس سے بھی اہم بات یہ تھی کہ اسلام کو یوں تبدیل کرنے کی ضرورت تھی کہ وہ جدید مغربی سائنس کی پرستش سے مطابقت پیدا کر سکے۔ اسلام میں مذہبیت کم ہو جائے اور وہ جدید مغربی نظریات کے مطابق ڈھل جائے۔اب یہ سب کچھ کرنے کیلئے ان نام نہاد مسلمانوں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ ومقام کو گھٹانے کی ضرورت تھی۔ان کے معجزات کا انکار درکار تھا۔ان کو کسی خاص روحانی قوت سے محروم ایک عام انسان کی سطح تک گھٹانا مقصود تھا تاکہ مغربی سائنس سے ہم آہنگی ہو سکے۔جب پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ ومقام کم کیا گیا تو ان سائنس پرست مسلمانوں کا درجہ بزعم خویش بلند ہو گیا اور وہ اپنی مرضی کے مطابق اسلام کو تبدیل کرنے کے استحقاق کا دعویٰ کرنے لگے۔

اب ان تمام ضرورتوں نے ان مسلمانوں کو وہابیت کے راستہ پر ڈال دیا۔

وہابیت...... جسے اٹھارویں صدی میں ابن عبدالوہاب نے شروع کیا وہ طاقت کے ذریعہ پروان چڑھی، وہابیت خالص مذہبیت اور روایتی تصوف کو اُتار کر دور پھینکنے اور اجتہاد کا دروازہ کھولنے کے کام آسکتی تھی۔ اجتہاد کا مطلب یہ تھا کہ اسلام کو مغربیت میں ڈھالنے کے خواہش مند مسلمانوں کی مرضی کے مطابق اسلامی قانون کو دوبارہ لکھا جائے تاکہ وہ غیر مسلم سوسائٹی میں اچھی نوکریاں حاصل کرسکیں۔ اس طرح امام احمد رضا کے دور میں اسلام کی شکست وریخت کا عمل شروع ہوگیا۔ اوّلاً اہلسنّت کے عقائد کے مطابق روایتی اسلام پر حملہ کیا گیا اور اسے کم تر بتایا گیا اور پھر برطانوی حکومت میں اعلیٰ مناصب کے خواہاں سرسید احمد خان جیسے لوگوں نے اسلامی جدیدیت کو رواج دیا اور بعدازاں مغربی سرمایہ داری کی تقلید محض کرنے والے اور حکمرانی کی تمام قوت اپنے ہاتھوں میں رکھ کر مسلم دنیا میں سرمایہ دارانہ تشکیل دینے والے، اسلامی جدت پسندوں نے اس جدیدیت کو مزید پروان چڑھایا۔ اور جب یہ اسلامی جدیدیت ناکام ہوگئی تو پھر کمیونزم اور فاشزم کی نقل کی صورت میں وہابیت اُبھر آئی۔

فاشزم اسلامی بنیاد پرستی ہے جو ایران اور دیگر ممالک میں مکمل ناکامی اور تباہی پر منتج ہوئی ہے۔ آج ہم ایسے دور میں رہ رہے ہیں جس میں مغرب کے بہترین دوست سعودی حکومت کے سانحے، مسلم دنیا میں تمام تر کوششوں کے باوجود اسلامی جدیدیت کی ناکامی کی مصیبت اور آج کے دور میں بنیاد پرستی کی آفت کی صورت میں وہابیت اپنے انجام کو پہنچ رہی ہے۔ بنیاد پرستی کی آفت شاید ابھی مستقبل میں بھی باقی رہے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی نے بہت آغاز ہی میں ان تمام غلط راہوں کی نشان دہی اور بھرپور مخالفت کی تھی۔ وہ مغرب اور سائنس سے کوئی رُورعایت نہیں رکھتے تھے۔ انہوں نے تمام عمر وہابیت کے خلاف جدوجہد میں صرف کی۔ انہوں نے ہر اس شخص کی مخالفت کی جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ ومقام کو گھٹانے کی کوشش کی۔ امام احمد رضا نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کسی بھی طرح کی تنقید کرنے یا ان کی عظمت وکمال میں کوئی بھی شک پیدا کرنے کی اجازت دینے سے صاف انکار کیا۔ انہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ وکمال کو گھٹانے والے وہابی تراجم قرآن کے مقابلے میں اُردو زبان میں قرآن حکیم کا بہت ہی خوبصورت ترجمہ پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اسلام کے ان تمام غداروں کی سیاسی اسکیموں کی مخالفت کی جو اسلام کو اپنی قوت بڑھانے کیلئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ان دیوبندیوں اور وہابیوں کو خوب خوب ہدف تنقید بنایا جو سیکولر انڈیا میں ہندوؤں کے ساتھ مل کر اعلیٰ عہدوں پر پہنچنے کی آس لگائے بیٹھے تھے۔ امام احمد رضا نگاہ بصیرت سے ملاحظہ فرما چکے تھے کہ یہ تمام کوششیں اشتمالیت اور وسیع قتل عام پر منتج ہوں گی۔ کیونکہ ہندو کبھی بھی اقتدار میں ان وہابیوں، دیوبندیوں کی شرکت پسند نہیں کریں گے۔ امام احمد رضا نے ان وہابیوں کی عوامی سیاست پر سخت تنقید کی جو اعلیٰ مناصب کے حصول کی اسکیموں میں مدد کیلئے مسلمانوں کو محض دوٹروں کے گلے میں بدل دینا چاہتے تھے۔ امام احمد رضا نے باب اجتہاد کھولنے کی کسی بھی کوشش کی بھرپور مخالفت کی۔ وہ کسی کو بھی اپنی ذاتی قوت کے حصول کیلئے اسلام کے نام کا استعمال یا اسلام کی تبدیلی کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ان سب باتوں سے بڑھ کر امام احمد رضا نے حقیقی اسلامی برادری کے تحفظ کی کوشش فرمائی۔

روایتی اسلامی سوسائٹی اگرچہ پیچیدہ تھی مگراسکی بنیاد نا قابل تبدیل شریعت کے محافظ اور مسلمانوں کے راہبر علمائے کرام کے نظام، مزارات، خانقاہوں اور مشائخ کرام کیساتھ صوفی سلاسل کے مکمل وجود اور میلاد کی طرح کی تقریبات پر تھی۔ یہی سوسائٹی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور پسند کے مطابق ڈھلی ہوئی سوسائٹی ہے اور امام احمد رضا نے اسی کے دفاع کی کوششیں فرمائیں۔

انہوں نے بلاشبہ وہابیوں سے اس اسلامی سوسائٹی کو بچایا اور بہت سے ایسے دوسرے لوگوں سے بھی جو علماء سے جان چھڑا کر مودودی کی طرح کے صحافی اور سیاست دانوں کو نگران بنانا چاہتے تھے تاکہ تصوف کے سلاسل کو مکمل طور پر تباہ کیا جا سکے۔ اپنی جگہ امام احمد رضا کے وقت ہی سے ان لوگوں نے سرمایہ داری یا اشتراکیت کے نمونے پر ایک خوفناک سوسائٹی تشکیل دے لی تھی جس پر انہیں کی حکومت تھی جس کا انہیں کو، ان کے خاندان کو اور ان کے دوستوں کو فائدہ تھا اور اس سائنس پرست سوسائٹی سے چھٹکارے کی کسی بھی کاوش کو دبانے کیلئے انہیں ہر جگہ خفیہ پولیس کی ضرورت تھی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے یہ بھی رہنمائی فرمائی کہ مسلم کمیونٹی آج کی دنیا میں کس طرح صحیح معنی میں محفوظ رہ سکتی ہے۔ اور ۱۹۱۲ء میں چارنکاتی پروگرام کے تحت یہ نظریہ پیش فرمایا کہ مسلمانوں کو آپس کے تنازعات باہم حل کرنا چاہئے اور علماء کی قیادت والا معاشرہ بنانا چاہئے۔ انہوں نے آپس میں خرید وفروخت کی طرف متوجہ ہونے کی رہنمائی فرما کر ان کے اتحاد، معاشی استحکام اور صحیح اسلامی معاشرہ کی تشکیل کا راستہ بھی بتادیا۔ یہی راستہ تھا جس پر چل کر مسلمان غیر مسلم سوسائٹی میں ڈھلے بغیر اپنی تمام روایات سمیت اپنی سوسائٹی کو محفوظ رکھ سکتے تھے۔ بدترین نسل پرستی، تعصب اور اشتمالیت سے اور شریعت وطریقت کو پروان چڑھا کر اپنی اسلامی جنت میں برقرار رہتے ہوئے جدید دنیا کو جہنم میں اُترتے دیکھ سکتے تھے۔ وہ مغربیت اور سائنس کی بیجا لادینیت سے بھی محفوظ رہتے اور وہابیت کی لعنتوں سے بھی محفوظ رہتے۔ کسی طرح کا سیاسی دام ان کو اپنی گرفت میں نہ لے پاتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور دیگر لوگوں نے اس منصوبہ بندی پر عمل کیا جس سے اسلام اور اہلسنت کی روایتی سوسائٹی ۲۰ ویں صدی کے تمام تر حضرات کے باوجود زندہ وسلامت رہی۔ آج تمام جدت پسندوں اور بنیاد پرستوں کی ناکامی کے بعد منصوبۂ رضا کی عظمت کھل کر سامنے آرہی ہے۔ ان جدیدوں اور بنیاد پرستوں نے مسلم دنیا میں کوئی پائیدار تعمیر نہیں کی۔ غیر مسلم بھی ایک اچھی سوسائٹی تشکیل دینے میں ناکام رہے ہیں۔ کمیونزم اور فاشزم دونوں ناکام ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اعتدال پسند سوشلزم کے فوائد بھی معدوم ہو رہے ہیں کیونکہ مغرب اب دوبارہ سرمایہ دارانہ نظام کی خالص اور بے رحم تعبیر کی طرف لوٹ رہا ہے اور دنیا سائنسی منصوبوں کی ناکامی محسوس کر رہی ہے۔ دریں حالات امام احمد رضا کی عالمی اہمیت اور بھی نمایاں ہو رہی ہے۔ انہوں نے جدید منصوبوں پر اس وقت تنقید کی جب وہ ابتدائی منزل طے کر رہے تھے۔

آج امام احمد رضا خاں بریلوی ہی کے نظریات سچ ثابت ہو رہے ہیں۔ یہ ایک مردِ مومن کی فراست اور اس کی بصیرت تھی۔ سب کچھ صدقہ تھا عشقِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا دور اب شروع ہوا ہے۔ ہم اسلام دشمن اور غیر اسلامی حکومتوں اور معاشروں کی دنیا میں رہ رہے ہیں جس کا مذہب سے رابطہ کٹ چکا ہے۔ ہمیں امام نے سکھایا کہ ہم اس دنیا میں کس طرح ہر باطل کا مقابلہ کرتے ہوئے وقار کے ساتھ زندہ رہیں۔ اب تک ہم وہ تمام پہلو ملاحظہ کر چکے ہیں جن کی وجہ سے امام اہمیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے جتنا جو کچھ بھی کیا اس کی اہمیت یہی ہے کہ انہوں نے جدید دنیا کے حملوں کے خلاف عقائد اہلسنّت کے مطابق اسلام کا دفاع کیا۔ امام احمد رضا عالمی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ اہلسنّت کے عقائد اور اسلام' عالمی اہمیت کے حامل ہیں اور عقائد اہلسنّت اور ان کے نظریات ہی دنیا کے مسائل کا جواب رکھتے ہیں۔ انہیں عقائد و نظریات کا نام اسلام ہے اور یہی سچا مذہب ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پوری دنیا کیلئے، تمام انسانیت کیلئے اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ ایک اللہ، اس کے سچے رسول اور دین حق کی طرف لوٹنے کی دعوت دیتے ہیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل و اکمل محبت اور عزت و عظمت کو اسلام اور اپنی زندگی اور اپنی تمام علمی کاوشوں کا مرکز بنائے رکھا اور یہی ان کی عالمی اہمیت کا سبب ہے۔ انہوں نے اپنے عہد کی ہر باطل تحریک کا ردّ کیا اور بیخ کنی کی بھرپور کوشش کی۔ انہوں نے انگریزی اقتدار کو تسلیم کیا نہ انگریزی کچہری میں گئے۔ یہاں تک کہ لفافوں پر ہمیشہ انگریزوں کی تصویر والے ڈاک ٹکٹ کو اُلٹا لگایا' یہ کہتے ہوئے کہ انگریزوں کو الٹا لٹکا رہا ہوں۔ تحریک ہجرت، تحریک خلافت اور تحریک ترکِ موالات وغیرہ کی مخالفت کی۔ آج لوگوں کو اعتراف ہے کہ امام نے صحیح کیا تھا۔

امام احمد رضا کس قدر دور اندیش تھے؟ انہوں نے واقعات کو کبھی بھی جذبات کی رو میں بہنے نہیں دیا۔ وہ ہر شے کو اسلام کی کسوٹی پر پرکھتے تھے۔ وہ سدا صراط مستقیم پر قائم رہے اور ایک سچے اسلامی مدبر اور جہاں دیدہ سیاسی مبصر کی حیثیت سے قوم کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔

یہ ہے امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عالمی اہمیت

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ